مولانا عبدالماجد دریاآبادیؒ

قرآن کیا ہے اور کیا کہتا ہے؟

رات کا وقت ہے، تارے آسمان پر چھٹکے ہوئے، دنیا اندھیرے کی چادر میں لپٹی ہوئی، خلقت خواب غفلت میں مدہوش، ایک خدا کا بندہ ہے کہ اس وقت بھی ہوشیار، عبادت اور بصیرت دونوں بیدار، یک بیک آسمان کے ریڈیو سے مکہ کی سرزمین پر نشر شروع ہو جاتا ہے۔ سب سے پہلی لہر جو کرۂ زمین کی فضا میں براڈ کاسٹ ہوتی ہے، اس کا عربی تلفظ ہے، "اِقْرَأْ" یعنی "پڑھ" قرآن بھی اسی مادہ سے بنا ہے۔ اس کے معنی ہیں وہ چیز جو پڑھی جائے، وہ چیز جو پڑھنے کے لئے ہے۔

سنہ شمسی مسیحی سے حساب لگایئے تو یہ بات آج سے ۱۳۲۹ سال قبل ۶۱۱ء کی ہے۔ اور سن قمری اسلامی کو نگاہ میں رکھئے تو ۱۳۵۸ھ میں ۱۳ سال اور جوڑ کر ۱۳۷۱ کی مدت اسے گزرے ہوئے سمجھ لیجئے۔ (یہ مضمون ۱۹۴۳ء میں لکھا گیا)

قرآن آسمان سے لکھا لکھایا ایک دن میں ایک بارگی نہیں اتر آیا۔ کل مدت کوئی ۲۲-۲۳ سال کی لگی۔ کبھی کوئی ایک آدھ آیت نازل ہوتی تھی اور کبھی اکٹھی بہت سی آیتیں، کبھی نزول بہت جلد جلد ہوتا، کبھی درمیان میں لمبے وقفے ہو جاتے۔ اس غیبی ریڈیو کے اناؤنسر، کہنا چاہیئے کہ مشہور و معروف معزز فرشتہ حضرت جبرئیلؑ امین تھے اور عرش الٰہی سے اٹھنے والی آواز کو قبول کرنے والی پلیٹ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قلب مبارک کی لوح باصفا تھی۔

قرآن کا سب سے پہلا وصف، جو قرآن کے شروع میں بیان ہوا ہے، یہ ہے کہ وہ ایک کتاب ہے، ایک ضبطِ تحریر میں آئی ہوئی وحی الٰہی ہے، محض زبانی یادداشتوں کا مجموعہ نہیں۔ اور اس کی کتابت ایسی ہے کہ اس کے سارے اوصاف سے زیادہ نمایاں یہاں تک کہ آج اس کے سامنے دنیا کی کسی کتاب کو "کتاب" بس مشکل ہی سے کہا جا سکتا ہے۔ یہ خوش عقیدگی نہیں، اظہار واقعہ ہے۔ خیال کر کے دیکھئے، آج روئے زمین کے مختلف حصوں میں مسلمان ۴۰ کروڑ آباد ہیں (آج ان کی تعداد ایک ارب کے قریب ہے) ان میں نمازی اگر ۵ فیصدی فرض کئے جائیں، جب بھی نمازیوں کی تعداد ۲ کروڑ نکلتی ہے۔ اور جتنے نمازی ہیں سب قرآن کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور ہی یاد سے پڑھتے رہتے ہیں۔ نفلوں کو چھوڑ دیجئے، جو نمازیں فرض ہیں

وہی، پانچ مرتبہ روزانہ ہیں اور قرآن ہر رکعت میں پڑھا جاتا ہے۔ اور سال کے پورے مہینہ میں رمضان میں قرآن کا دور رات کی نمازوں میں جہر ہوتا رہتا ہے وہ اس کے علاوہ۔ اور قرآن کے حافظوں کا یعنی جنہیں قرآن اول سے آخر تک ازبر ہوتا ہے، کوئی شمار ہی نہیں۔ مصر، شام، فلسطین، عراق وغیرہ میں یہودی اور مسیحوں کو جو سورتیں پر سورتیں یاد ہیں، وہ الگ۔ پھر دنیا کی مختلف یونیورسٹیوں میں، قرآن جو عربی ادب کے نصاب میں داخل ہے، وہ ان سب پر مستزاد۔ حکم "اقراء" کی تعمیل اور "کتاب" کی "پڑھائی" کی ایسی مثال اس پردۂ زمین پر اور کہاں ملے گی؟ جبھی تو یہ شہادت، ایک مسلم نہیں، غیر مسلم فاضل کی زبان کی، قرآن کے حق میں ادا ہوئی ہے کہ وہ:

"سب سے زیادہ پڑھی جانے والی موجودہ کتاب" ہے!" (انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا جلد ۱۵ ص ۸۹۸ ایڈیشن ۱۱)

اہل عرب کا حافظہ ضرب المثل کی شہرت رکھتا ہے، ان کی قومی تاریخ کا دارومدار ان کے حافظہ پر ہی تھا۔ بڑے بڑے طویل نسب نامے ان کے نوکِ زبان رہتے۔ شاعروں کے دیوان انہیں ازبر ہوتے۔ یورپ خود، عرب کی قوتِ حفظ پر حیرت کر رہا ہے۔ اور پھر یہاں تو اس فطری قوتِ حفظ کے ساتھ دلی عقیدت و شیفتگی بھی جمع ہو گئی تھی۔ جو کچھ بھی سنتے، سب نقطہ و شوشہ، زیر و زبر کے رکھ رکھاؤ کے ساتھ صفحۂ دل پر اس طرح اتار لیتے، گویا پتھر پر لکیر بن گئی۔

اپنی حفاظت کے لئے قرآن مجید خود ہی کیا کم تھا، اس کو کمک یوں پہنچی کہ قرآن اسی زمانے سے نماز میں پڑھنا فرض ہو گیا۔ کوئی یہ سورت پڑھ رہا ہے کوئی وہ، یہ ہر وقت کا دور اور تکرار تو ایسی چیز ہے کہ کمزور حافظہ والوں کو بھی بات بھولنے نہیں دیتی۔ خصوصاً جب یہ عمل عرب ایسی زبردست حافظہ والی قوم شروع کر دے۔

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک صحابی تھے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، قرآن مجید کی ۱۱۴ سورتوں میں سے ۷۰ تو اکیلے انہی کو یاد تھیں۔ لیکن اتنے پر بھی بس نہیں، رسول ؐ کے کئی رفیقوں یعنی صحابیوں نے مختلف سورتوں کو لکھنا بھی شروع کر دیا تھا۔

حدیث میں ان صحابیوں کے نام تک دیئے ہوئے ہیں۔ کاغذ کا کام اس زمانہ میں عمدہ باریک چمڑے سے لیا جاتا تھا، کچھ قرآن اس پر لکھ لیا گیا، کچھ کھجور کے پتوں پہ اتار لیا گیا، کچھ لکڑی کی تختیوں پر نقش کر دیا گیا۔ غرض اس طرح متفرق طور پر کئی کئی نقلیں قرآن مجید کی رسول ؐ کے زمانۂ مبارک ہی میں ہو گئی تھیں۔ حضرت زید ؓ بن ثابت کو ان سب لکھنے والوں کا سردار کہنا چاہیئے، کہ صاحبِ قرآن کے باضابطہ سیکرٹری تھے۔ حدیث میں ان کا نام "کاتب الوحی" آتا ہے۔

یہ تفصیل اس غرض سے ذکر کی گئی ہے کہ قرآن کی حفاظت کا نقشہ نظر کے سامنے آجائے۔ اور یہ اسی اہتمام کا نتیجہ ہے کہ آج مسلمان جہاں کہیں بھی آباد ہیں۔ چاہے وہ برازیل ہو یا چین، فرانس ہو یا ہالینڈ، بورنیو ہو یا جاپان، جاوا ہو یا فن لینڈ اور خواہ وہ کسی فرقہ سے بھی تعلق رکھتے ہوں سب کا قرآن بہرحال ایک ہی ہوگا۔ یہ نہ ہوگا کہ ایک فرقہ کا ایمان ایک قرآن پر ہو اور دوسروں کے ہاتھ میں کوئی دوسرا ہو۔ قرآن مجید کے بے گنتی اور بیشمار نسخوں میں اختلاف سورتوں کا، آیتوں کا الگ رہا، کوئی اگر فرق لفظوں کا اور حرفوں، نقطوں یا شوشوں کا بھی نکالنا چاہے تو یہ حسرت دل ہی میں لئے اس دنیا سے رخصت ہو جائیگا۔

اور پھر حافظوں کا وہ عجیب و غریب نظام، جو دنیا کے عجائب میں شمار ہونے کے قابل ہے، آج سے نہیں، روزِ اول سے قرآنِ مجید کا لفظاً لفظاً اور حرفاً حرفاً اس کثرت سے لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہے کہ اگر آج خدانخواستہ سارے ہاتھ کے لکھے ہوئے اور مطبع میں چھپے ہوئے، قرآن دنیا سے ناپید ہو جائیں تو محض ان زندہ اور متحرک قرآنوں کی مدد سے سارا قرآن اول سے آخر تک، بلا دقت لکھا جا سکتا ہے۔ قرآن کا یہ وصف وہ ہے جس کا جتنا اقرار ماننے والوں کو ہے، اسی قدر منکروں کو بھی۔ سب اتنا بہرحال کہے جاتے ہیں کہ یہ وہی کلام ہے جو ساڑھے تیرہ سو سال قبل مکہ اور مدینہ کی گلیوں میں اول صاحبِ قرآن کی زبان سے ادا ہوا تھا۔

قرآن مجید پڑھائی کی سہولت کے خیال سے ۳۰ برابر حصوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ہر ایک حصہ پارہ کہلاتا ہے۔ لیکن اصلی تقسیم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی فرمائی ہوئی ہے، پاروں میں نہیں، سورتوں میں۔ سورت وہی چیز ہے جسے ہم دوسری کتابوں میں باب کہتے ہیں۔ کل سورتیں ۱۱۴ ہیں۔ آیت کو عام بول چال میں جملہ سمجھئے اور بائیبل کی اصطلاح میں ورس۔ جب کوئی آیت نازل ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے کہ اس کو فلاں سورت میں لکھ لو۔ اب فلاں سورت ختم کرو۔ اس طرح سارا قرآن آپ اپنے سامنے مرتب فرما گئے۔ آپؐ کے بعد جب بہت سے حافظ جہاد میں شریک ہو کر شہید ہو گئے تو طے پایا کہ سارا قرآن ایک جگہ مرتب کر کے لکھ لیا جائے، چنانچہ لکھ لیا گیا۔ اس کے بعد تیسرے خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ میں یہ کیا کہ اپنی نگرانی میں دوسرے ماہرینِ قرآن صحابیوں کی مدد و مشورہ سے ایک مکمل صحیح نسخہ قرآن کا نقل کر دیا۔ اور پھر اس صحیح و مستند نسخہ کی نقلیں دوسرے مرکزی شہروں میں بھجوا دیں کہ اغلاط کتابت کا بھی ڈر نہ رہے۔ آج دنیا میں جتنے قرآن ہیں، سارے کے سارے گویا اسی چراغ سے دوسرے چراغ برابر جلتے چلے آرہے ہیں۔

آیاتِ قرآن کی کل تعداد ۶۶۱۶ ہے۔ اور الفاظِ قرآنی کی ۷۷۹۳۴ ہے اور بعض نے ہمت کر کے

حروفِ قرآنی کو بھی گن ڈالا ہے اور ان کی میزان ۳۲۳۷۶۰ بتائی ہے۔ قرآن کی شرحیں جنہیں تفسیریں کہتے ہیں، عربی میں بڑی کثرت سے لکھی گئی ہیں اور اب تک لکھی جا رہی ہیں، ہر شارح نے قرآن کو اپنے فہم و مذاق کے مطابق سمجھنا اور سمجھانا چاہا ہے۔ ترجمے بھی متعدد زبانوں میں ہو چکے ہیں اور روز بروز ہوتے جا رہے ہیں۔ فارسی کا پہلا ترجمہ شیخ سعدیؒ کی جانب منسوب ہے۔

جاپانی میں ترجمہ ہو چکا ہے اور چینی زبان میں ایک نہیں متعدد موجود ہیں۔ ہندوستان میں ہندی اور تامل زبانوں میں ترجمے ہو چکے ہیں اور اردو میں ہر قسم کے ترجمے کم از کم ۲۰۔۲۵ کی تعداد میں ضرور موجود ہیں۔

یورپ میں اسلام اور مسلمانوں کو سب سے قریب سے پہلے پہل، گو دشمن کی حیثیت سے ہی سہی، بارھویں صدی عیسوی کروسیڈس (حروب صلیبی) کی تقریب سے دیکھا۔ اور کہتے ہیں کہ لاطینی زبان میں پہلا ترجمہ رابرٹ آف برٹیانیا کے قلم سے ۱۱۴۳ء میں ہوا۔ ۱۵۴۳ء میں بیلنڈر نے اس ترجمہ کو اٹالین زبان میں شائع کیا۔ پھر متعدد ترجمے فرنچ اور لیٹن میں ہوئے۔ ۱۶۴۷ء میں پہلا انگریزی ترجمہ فرنچ کے واسطے سے الیگزینڈر راس کے قلم سے ہوا۔ مراکو کے لیٹن ترجمہ نے ۱۶۹۰ء میں دھوم مچا دی۔ جارج سیل کا انگریزی ترجمہ ۱۷۳۴ء میں نکلا اور اس نے انگریزی ترجموں کی راہ کھول دی۔ راڈول، پامر، الینن اور سب سے آخر میں بل۔ یہ سب مسیحی مترجمین تھے۔ نومسلم انگریز پکتھال کے قلم سے ترجمے نکلے ہوئے ابھی چند ہی سال ہو رہے ہیں، ہندی مسلمانوں نے بھی انگریزی ترجموں میں خاصا حصہ لیا۔ اس جماعت کا تازہ ترین شاہکار عبداللہ یوسف علی کا ترجمہ ہے۔ ڈچ اور جرمنی زبانوں میں ترجمے لاہور کی ایک انجمن کی طرف سے حال ہی میں شائع ہوئے ہیں۔

قرآن محض کتاب العقائد نہیں، ایمانیات، عبادات، معاملات، فقہ، قانون سب کا جامع زندگی کا ایک مکمل دستور العمل ہے۔ اور اس لحاظ سے سر ڈینین راس کا یہ لکھنا بالکل حق ہے کہ قرآن کی حیثیت مسلمانوں کی نظر میں اس سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے جو بائیبل کی مسیحیوں کی نظر میں ہے۔

قرآن مجید کی اعلیٰ اور مرکزی تعلیم توحید ہے۔ سینکڑوں کیا، ہزاروں آیتوں میں اس مضمون کو دہرایا گیا ہے۔ ہر ہر ڈھنگ سے کہ خدا ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، نہ ذات میں نہ صفات میں، سب اس کی مخلوق، سب اس کے بندے، باقی سب حادث و فانی۔ روح، فرشتہ، پیغمبر سب اس کے محتاج، وہ خود سب سے بے نیاز۔ سب اسی کے اشارہ پر نیست سے ہست ہوئے اور وہی سب کو عدم محض سے وجود میں لایا، بغیر روح، مادہ یا کسی اور سہارے کے۔ وہی سب کا مالک، وہی سب کا رازق، وہی جلاتا اور مارتا ہے، وہی قدرت والا، علم والا، حکمت والا ہے، نہایت درجہ شفیق و حلیم، کریم و رحیم

بندوں کو نیک و بد پوری طرح سمجھا کر دونوں راہیں ان کے سامنے کھلی چھوڑ دی ہیں۔

اس کی صفت عدل کے پورے ظہور کے لئے لازمی ہے کہ اس "آج" کا ایک "کل" بھی ہو۔ اس لئے اس سلسلۂ کائنات کے خاتمہ پر قیامت قائم ہوگی۔ اس وقت ہر چیز "غیب" سے نکل کر "مشاہدہ" میں آجائیگی۔ آج جو پردہ پڑا ہوا ہے وہ سب کی آنکھوں سے ہٹ جائیگا۔ اچھوں کے لئے جو آخری اور ابدی آرامگاہ ہے، اس کا نام جنت ہے، جہاں کی نعمتوں کی نہ کوئی حد ہے نہ انتہا۔ بدوں کیلئے جو دائمی جیل خانہ ہے اس کا نام دوزخ یا جہنم ہے۔ جن بدنصیبوں نے اپنی روح میں جنت کی نعمتوں کے قبول کرنے کی صلاحیت ہی باقی نہیں رکھی ہے، ان کے لئے اس قید خانہ سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں۔

خدا نے عقل و فہم سے بھی بڑھ کر ایک اور نعمت انسان کو دی ہے اس کا نام دین ہے۔ اپنے بندوں کی ہدایت کیلئے ہر ملک اور ہر زمانہ میں وہ اپنے کسی بندہ کو اپنا خاص پیغام بھیجتا رہتا ہے۔ اسے وحی کہتے ہیں۔ اور ایسے بندہ کو پیمبر یا رسول۔ پیمبروں پر کتابیں نازل ہوتی رہتی ہیں۔ خدا اور خاک کے بنے ہوئے رسول کے درمیان ایلچی کا کام ایک نوری مخلوق سے لیا جاتا ہے جسے مَلَک یا فرشتہ کہتے ہیں۔ ساری حکومت الٰہی میں قانونِ الٰہی کا انفاذ بھی انہی فرشتوں کے ذریعہ سے ہوتا رہتا ہے۔ پس اس کے سوا فرشتوں کو کوئی اہمیت نہیں۔ کتابوں کے سلسلہ میں سب سے آخری کتاب کا نام قرآن ہے۔ زندگی کے اس مکمل و محفوظ دستور العمل کے بعد اب قطعاً کسی دوسرے ہدایت نامہ کی ضرورت نہیں رہی۔

قرآن کے بتائے ہوئے اہم دینیاتی عقائد بس اسی قدر ہیں۔ اصلاحِ عقائد کے بعد قرآن کا سارا زور اصلاحِ عمل پر ہے۔ عبادات کے سلسلہ میں اس نے سب سے پہلے نماز کو پیش کیا ہے۔ صبح تڑکے قبلِ طلوع اور بعد دوپہر، سہ پہر کو اور شام کو اور کچھ رات گئے، پانچ وقت ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے کہ جسم کو ایک خاص طریقہ پر پاک و صاف کرکے، جسے وضو کرنا کہتے ہیں، کعبہ کی طرف منہ کرکے ایک خاص طریقہ پر کھڑے ہوکر اور جھک کر اور زمین پر گرکر اپنے پروردگار کو یاد کرے اور اس سے زائد بار بھی کر سکے تو بہتر ہے۔ مردوں پر لازم ہے کہ نماز مسجد جاکر حتی الامکان جماعت کے ساتھ ادا کریں۔ دن میں پانچ مرتبہ ایک خاص وقت پر ایک خاص سمت رخ کرکے، بڑے اور چھوٹے، امیر اور غریب، عالم و عامی، سب کا ایک ساتھ ہاتھ باندھ لینا، ایک ساتھ جھکنا اور گرنا اور اٹھنا، ایک ساتھ عرض و معروض کرنا!

نماز کے بعد دوسرا فرض رمضان کے روزے ہیں، چاند کے سال میں جب نویں مہینہ کا چاند دکھائی دے، اس وقت سے ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہو جاتا ہے کہ ایک ماہ کی مدت تک صبح تڑکے سے لے کر غروب آفتاب تک اپنے کو بھوک پیاس وغیرہ جائز جسمانی خواہشوں سے اپنے آپ کو روکے اور ان لذتوں سے

اپنے کو محروم رکھے۔ سال کے بارھویں حصہ میں یہ مسلسل مجاہدہ یا انگریزی اصطلاح میں ڈسپلن اگر اپنے شرائط کے ساتھ پورا کر لیا جائے تو یہ ایک عجیب و غریب روح، مادی اور روحانی دونوں حیثیتوں سے امت اسلامی میں پھونک دیتا ہے۔

تیسرا رکن عبادات اسلامی کا زکوٰۃ اور حج ہے۔ قرآن نے نیک کاموں میں خرچ کی انتہائی ترغیب دی ہے۔ لیکن اس کے علاوہ خوشحال لوگوں پر ان کے مال کا ایک حصہ کار خیر میں دیتے رہنا لازمی کر دیا ہے۔ اسی کا نام زکوٰۃ ہے۔ سونا چاندی، غلہ، جانوروں سب کے لئے الگ الگ شرحیں ہیں۔ حج نام ہے اس سالانہ اجتماع کا جو مرکز اسلام مکہ میں خانہ کعبہ کے اردگرد اسلامی سال کے آخری مہینہ ذی الحجہ کی ۸ تاریخ سے ۱۲-۱۳ تک ہوتا رہتا ہے۔ اس میں شرکت، طواف وغیرہ خاص شرائط کے ساتھ دنیا کے ہر گوشہ کے صاحب قدرت مسلمان پر فرض ہے۔ یہ بین الاقوامی یا انٹرنیشنل کانگریس، روحانی پہلو کو چھوڑ دیجیے عملی منافع کے اعتبار سے بھی بس اپنی نظیر آپ ہے۔

کردار انسانی میں جہاں انسان کا سابقہ ایک دوسرے سے پڑتا ہے، ان سارے شعبوں میں قرآن مجید نے ایک ہمہ گیر ضابطۂ عمل پیش کیا ہے۔ علاوہ ازیں بعض گندے جانور مثلاً سور وغیرہ حرام ہیں۔ اور حلال جانور جب تک خدا کا نام لے کر اسے ذبح نہ کیا جائے، حلال نہیں۔ شراب قطعی منع ہے۔ سود کا لین دین شرح ہلکی سے ہلکی سہی، بہر صورت حرام ہے۔ جوئے کی قطعاً اجازت نہیں۔ مرد عورت کے آزادانہ اختلاط کی ساری راہیں بند، بد نظری پر پہرہ بیٹھا ہوا، گندی نظمیں، گندے کھیل، تماشے، ناٹک، سوانگ، گندی تصویریں، قرآن ان میں سے کسی کا روادار نہیں۔ غیبت، جھوٹ، بہتان، دلآزاری، بدعہدی، تجارتی دھوکا بازی، جنبہ داری حکام کے لئے سخت سے سخت سزائیں اور وعیدیں موجود ہیں۔ ایک سے زائد شادی کرنے اور طلاق دینے کے باب میں نہ اتنی تنگی کہ کسی حال میں اور کسی ضرورت سے بھی ان کی گنجائش ہی نہ نکلے اور نہ اتنی آزادی کہ جب جس کا جی چاہے بغیر کوئی ذمہ داری محسوس کئے کر گزرے۔

ہر جگہ مناسب قیود، ہر قدم پر حکمت۔ عورت کو نہ آزاد بنایا کہ بیوی کو باندی بنا چھوڑا، نہ اتنا چڑھایا کہ شوہر پر دھونس جمانے لگیں اور زن پرستوں کا ہو رہنے لگے، ان کے حدود ان کے اوپر، ان کی ذمہ داریاں ان کے سر۔ خرچ میں نہ اسراف کی اجازت نہ بخل کی حمایت، کوئی چوری کرے تو اپنے ہاتھ دھو بیٹھے، نکاح کے دائرہ سے قدم باہر نکالے تو جیتا نہ پائے۔ ماں باپ کی خدمت کی تاکید شدید، عزیزوں، مسکینوں، پڑوسیوں، ہمسایوں سب کے حقوق ادا کرنے واجب۔ بلا ضرورت اور بغیر مقصد کسی مخلوق پر ہاتھ اٹھانا بھی جائز نہیں۔ قرآن کی حکومت اگر کسی خطۂ زمین پر قائم ہو جائے تو آبکاری کا محکمہ شریف تو اسی دن تخفیف میں آجائے،

بڑے بڑے ہوٹلوں سے پینے پلانے کی دکان بڑھ جائے۔ شرابیوں، افیونیوں، چانڈو بازوں کے ہوش درست ہو جائیں۔ تاڑی خانوں اسینڈ می گھروں میں جھاڑو پھر جائے۔ قمار خانوں میں قفل پڑ جائیں، فحاشی اور بیحیائی کے اونچے اونچے کوٹھوں میں خاک اڑنے لگے۔ ناچ گھر اجڑ جائیں۔ ایکٹروں اور ایکٹرسوں کا بازار سرد ہو کر رہ جائے، ہالی وڈ میں نوبت فاقہ کشی کی آجائے، سینما اور تھیٹروں پر ہمیشہ کے لئے پردہ پڑ جائے، عدالتوں کی رونق اور وکالت کی جان' درو غ حلفی جاتی رہے۔ بنکوں اور مہاجنی کوٹھیوں میں کتے لوٹنے لگیں۔ لاٹریاں پڑنا، دیوالئے نکلنا، جائیدادوں کا نیلام قصہ کہانی بن جائے۔ مجرموں کی، دیوانوں کی، خودکشی کرنے والوں کی تعداد گھٹتے گھٹتے صفر تک آجائے۔ چوروں، رہزنوں، قاتلوں پر دنیا تنگ ہو جائے' ڈپلومیسی کے لقب سے عزت پانے والی مکاریاں اور آرٹ اور فائن آرٹ کے پردہ میں چھکنے والی بیحیائیاں سب اس جہان کو داغ مفارقت دے جائیں۔ (بشکریہ" الاعتصام" لاہور)

بقیہ صـ۴۷ سے آگے:

فکر اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ یہاں قرآن و حدیث کے علاوہ کسی غیر معصوم پیغمبر کی شریعت کو برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں پر واضح کریں کہ اسلام نہ اشتراکیت ہے، نہ حنفیت و جعفریت، بلکہ اسلام نام ہے کتاب و سنت کا، لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا، اور اس نعرہ کا جس کی بنا پر پاکستان معرض وجود میں آیا۔ اور اس اسلام میں ہی ہماری دینی، دنیاوی، اقتصادی اور سیاسی مشکلات کا حل ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:

"ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما تمسکتم بهما کتاب الله وسنة رسوله"

(او کما قال)

آخر میں ہم حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ہر قسم کی فقہی موشگافیوں سے قطع نظر خالص کتاب و سنت پر مبنی اسلام نافذ کرے تاکہ وہ وعدہ پورا ہو سکے جو پاکستان کے مسلمانوں نے اپنے رب العزت سے کیا تھا۔ وما علینا الا البلاغ!